سنی تحریک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

پیش لفظ

کیا یہ جنگ ختم نہیں ہو سکتی جو آج ہر گھر میں جہاں بھی ایک مسلمان شعور پاتا ہے شروع ہو جاتی ہے؟ اور اس جنگ کی اصل وجہ کیا ہے۔ جو کہ بالخصوص اہلسنت و دیوبندی وہابی حضرات کے درمیان ہے۔ اگر ذرا ٹھنڈے دل سے اس جنگ کے اصل اسباب پر غور کیا جائے اور پھر دیکھا جائے کہ کس کو کس سے کس بارے میں اختلاف ہے یا اس جنگ میں کوئی حق بجانب بھی ہے؟

یہ بات اس کتابچہ کو پڑھنے کے بعد سمجھ میں آسکے گی۔ اور یہ حقیقت بھی ہے۔ اس کتابچہ میں کسی پر کوئی الزام نہیں لگایا گیا ہے۔ اگر یہ اختلافات حل ہو جائیں تو یہ جنگ خود بخود ختم ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ عزوجل کی توہین' حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں۔ اولیاء کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان پاک میں تنقیص نذر و نیاز کا انکار یہ سب باتیں جن لوگوں میں موجود ہوں پھر بھی وہ اسلام کے شیدائی ہونے کے دعویدار بنتے ہیں؟

فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ یہ جنگ کس طرح ختم ہو سکتی ہے؟ آخر کس طرح باطل عقیدہ کے حامل افراد کو رجوع الی الحق پر آمادہ کیا جائے؟ اور یہ فریق غلط عقائد سے توبہ کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا تو آپ نے کس کا ساتھ دینا ہے؟ یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ آئے دن آپ اخباروں کے ذریعہ یا لوگوں سے اس قسم کی خبریں سنتے ہوں گے کہ فلاں مسجد میں جھگڑا ہو گیا فلاں نے فلاں کو مارا۔ یعنی سنی وہابی جھگڑا۔

دراصل یہی اختلاف تو اس جھگڑے کی بنیادی وجہ ہے اہلسنت و جماعت کی مساجد پر دیو بندی' وہابی قابض ہیں۔ سینکڑوں مساجد کے جھگڑے پاکستان کی عدالتوں میں چل رہے ہیں یہی حال رہا تو دشمنان پاکستان جو ہروقت مملکت خداداد پاکستان کے

ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے در پے ہیں۔ ان سے جنگ لڑنے کی بجائے آپس کی خانہ جنگی میں لگ جائیں گے۔

آخر یہ جنگ کیسے ختم ہو گی؟ اس کا ایک ہی حل ہے کہ کتاب و سنت کی پابندی کی جائے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحبہ وبارک وسلم کی شان میں کوئی گستاخی برداشت نہ کی جائے۔ جن لوگوں نے گستاخیاں کی ہیں۔ ان سے دور رہا جائے یا ان سے تمام گستاخیوں سے توبہ کرائی جائے اور ایسی تمام غلط کتابوں اور رسالوں کو پھاڑ کر سمندر کی نذر کر دیا جائے یا دفن کر دیا جائے۔ اس جنگ کے خاتمہ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایک اسلامی حکومت ایسے لوگوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق سزا دے جو اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمانی دلوں کو ریزہ ریزہ کرتے ہیں اور انکی غیرت ایمانی کو للکارتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی اللہ تعالیٰ کی شان میں عیب نکالتے ہیں۔ اور کبھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ کبھی اہل بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تنقیص کرتے ہیں اور کبھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اہانت کرتے ہیں، کبھی علمائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین پر سب و شتم کرتے ہیں اور کبھی صوفیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی اہانتیں کرتے ہیں۔ غرضیکہ دیدہ دہنوں کی زبانوں سے کسی کی عزت و عظمت محفوظ نہیں۔

ملک خداداد پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا اس لئے ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسی تمام غلط کتابوں کو ضبط کیا جائے جن کا تذکرہ اس رسالے میں ہے۔ اور اہلسنت و جماعت کی ان مساجد کو جن پر دیوبندی وہابی جبرا" و خفیہ مختلف طریقوں سے قابض ہو گئے ہیں۔ ان سے آزاد کرا کے اور انھیں سنیوں کے حوالے کرے اس طرح تمام فرقے اپنی اپنی زندگی اپنے اپنے عقیدوں کے مطابق گزاریں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دوسروں پر مسلط ہو جائیں۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ جب ہم کسی کے حقوق کو پامال نہیں کرتے تو پھر اس ملک کی اکثریت کے حقوق کو آخر کیوں پامال کیا جا رہا ہے؟ یہ کیسا اندھیر ہے؟ جب ہم کسی کو نہیں چھیڑتے کوئی ہمیں کیوں چھیڑے؟۔ یاد رہے اگر حقوق اہلسنت کا خیال نہ کیا گیا تو پھر سواد اعظم اہلسنت

وجاحت قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنے حقوق حاصل کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ یقیناً حکومت اس طرف توجہ دیگی۔ اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اکثریت کا خیال رکھے گی۔ تاکہ ہر مذہب کا ماننے والا اپنے اپنے اصولوں کے مطابق امن وامان سے زندگی گزار سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رسالے کو پڑھ کر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس تحریک کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین' یارب العالمین' بجاہ النبی الامین' رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

والسلام
خاک پائے علمائے اہلسنت
محمد سلیم قادری عفی عنہ
(کراچی)

وہابیت کا جھگڑا

وہابیت سے جو ہندو پاکستان میں ایک نزاع پھیلا ہے اور اس نے مسلمانوں کو اور ان کے نظم کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ بہت افسوسناک ہے۔ ایک گھر میں دو بھائیوں میں جنگ ہے۔ باپ بیٹوں میں جنگ ہے۔ پڑوسی کی پڑوسی سے لڑائی ہے۔ اہل محلہ کی آپس میں مخالفت ہے۔ غرضیکہ کوئی جگہ نہیں جہاں وہابیت نے فتنہ انگیزی نہ کی ہو۔ اور مسلمانوں کی گودوں میں' پہلوؤں میں' سروں پر انکے دشمن نہ بٹھا دیے ہوں۔ یہ وبا سرزمین نجد سے اٹھی۔ "صحیح بخاری شریف" کی حدیث میں حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے صدہا سال پہلے اس کی خبر دی تھی۔ وہ آگ بھڑکی' وہ فتنہ پیدا ہوا اور عبدالوہاب نجدی کے گھر سے نکل کر عرب کے بعض مقامات میں پہنچا۔ جہاں پہنچا وہیں سے روکا گیا۔ نجد کے چھوٹے اور خشک اور بے رونق خطہ کے چند خشک دماغ درندہ صفت انسانوں کے دماغ میں وہابیت کا تخیل گھومتا رہا۔ مگر افسوس کہ جو چیز دنیا کے ہر خطہ نے ٹھکرا دی تھی اس کو ہندو پاکستان میں جگہ ملی۔ اس کا تخم دلی میں لگایا گیا اور جب کچھ پھوٹا تو اس کو دیو بند میں تربیت دیا گیا۔ وہاں وہ اس قدر بڑھا کہ اس کی شاخیں ہندو پاکستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئیں اور ان سے اس ملک کی فضا مسموم ہو گئی اور اس کے زہریلے اثر نے ملک کے بہت سے نونہالوں کو برباد کر دیا اور فساد کی آگ لگا دی۔ زمانے گزر گئے مگر یہ فتنہ دفع نہ ہوا۔ ستم یہ ہے کہ وہابی فروع میں سنیوں کے قریب قریب بالکل موافق ہیں۔ اہل سنت کی سی نماز' اہل سنت کا سا روزہ' انھیں کا سا حج و زکوٰۃ۔ غرض عبادات و معاملات کے تقریباً" جملہ مسائل میں اسی روش پر ہیں۔ وہی کتابیں ہیں جن پر اہل سنت کو اعتماد ہے اور ان سے وہ تمسک کرتے ہیں۔ ان سب کو وہابی مانتے ہیں۔ حنفیت کے مدعی لیکن بعض عقاید میں اور بعض فرعی مسائل میں ان کو ایسا تشدد ہے جس سے یہ عظیم الشان اختلاف پیدا ہو گیا اور ان عقائد کے ہوتے ہوئے کوئی صورت نہیں کہ وہابیہ کو اہل سنت مسلمان مانیں اور ان کی امامت جائز سمجھیں۔

وجہ افتراق

یہ بات اور زیادہ قابل افسوس ہے کہ جن عقاید کی بنا پر وہابی مسلمانوں سے جدا ہوئے اور جنگ کا محاذ قائم کیا وہ عقائد ان کے نقطہ خیال سے بھی ضروری نہیں ہیں مگر باوجود اس کے وہ ان عقائد سے باز نہیں آتے۔ اور انہوں نے ان تمام خانہ جنگیوں کی جو اس فتنہ سے پیدا ہو گئی ہیں کوئی پروا نہیں۔ وہ اپنی ضد کے پکے اور ہٹ کے پورے ہیں۔ دنیا تباہ ہو جائے' سر پھٹ جائیں' امن و عافیت برباد ہو' غیر قومیں جری ہو جائیں۔ یہ سب کچھ گوارا ہے مگر ان غیر ضروری امور کا اور ان صریح باطل اعتقادات کا ترک کرنا گوارا نہیں۔

امکان کذب

وہابیوں کے لیے ان کے دین اور اعتقاد کی رو سے کیا یہ ضروری ہے کہ وہ حضرت رب العزت تبارک و تعالیٰ کے لیے کذب جیسے قبیح امر کا امکان ثابت کریں؟۔ اگر وہابی ایسا نہ کریں' اس کے در پے نہ ہوں تو کیا وہ اپنے اعتقاد میں کافر ہو جائیں گے؟ ایمان سے خارج ہو جائیں گے؟ اس مسئلہ کے اعتقاد اور اس کے پھیلانے کی انہیں کیا حاجت ہے؟ وہ کیا مجبور ہیں؟ کیا قرآن پاک نے اس کی تعلیم دی ہے؟ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ یا ائمہ دین (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے مومن ہونے کے لیے ایسا اعتقاد ضروری بتایا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ ایک نئی بات نکال کر دنیا میں فساد پھیلائیں۔ طرح طرح کے الزام اٹھائیں' دنیا کی نظر میں ذلیل و رسوا ہوں' مگر اس سے باز نہیں آتے؟۔

براہین قاطعہ

اسی طرح حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نامناسب الفاظ کہنا' جیسا کہ "براہین قاطعہ" میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت یہ کلمے لکھے کہ "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی

وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔ شیطان و ملک الموت کے لیے وسعت علم تسلیم کریں' نصوص سے ثابت مانیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کا انکار' اور اس کا ثابت کرنا شرک میں شمار کریں؟ عجیب بات ہے ایک ہی چیز ہے' شیطان کے لیے ثابت ہو تو شرک نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہو تو شرک ہو جائے۔ اس قول کی شناعت اور اس پر حکم شرعی عرب و عجم کے فتووں میں ظاہر کیا جاچکا اور اس قول کی قباحت بارہا بتا دی گئی اور ہر ادنیٰ عقل والا اس کو نہایت ذلیل سمجھتا ہے کہ ایک قوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وسعت علم ثابت کرنے کو شرک بتائے اور اسی کو شیطان کے لیے ثابت مانے تو گویا اس کے نزدیک شیطان (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) خدا کا شریک ہو سکتا ہے کیونکہ جو چیز کسی ایک مخلوق کے لیے ماننا شرک ہو' وہ جس کسی مخلوق کے لیے ثابت مانی جائے گی شرک ہی ہو گی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ سجدہ عبادت بت کے لیے تو شرک ہو مگر وہابیوں کے کسی بڑے سے بڑے مولوی کو کر لیا جائے تو شرک نہ ہو۔ پھر جس چیز کو شرک کہنا اسی کو نص سے ثابت کرنا کیسا قبیح اور باطل ہے؟ یہ بحث ایک جداگانہ ہے۔ ہمیں تو صرف یہ کہنا ہے کہ وہابی کیا اپنے دین اور عقیدے کی رو سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں یہ اعتقاد رکھنے اور یہ کلمے کہنے پر مجبور ہیں؟ اگر وہ ایسا نہ کہیں تو کیا اپنے نزدیک ایمان سے خارج ہو جائیں گے؟۔ اگر ان کلموں کا اعتقاد مومن ہونے کے لیے ضروری تھا تو پھر "قرآن پاک" میں اس کی تعلیم کیوں نہیں ہوئی؟ "حدیث شریف" میں یہ سبق کیوں نہیں دیا گیا؟ تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) بزعم وہابیہ اس ضروری اعتقاد سے خالی ہی گئے۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ یہ اعتقاد بدعت ہے' نیا اختراع ہے۔ سلف صالح کے یہاں نہ اس کا ذکر ہوا' نہ قرآن و حدیث میں اس کا کہیں پتہ۔ پھر اپنی ایک نکوی الگ بنانے کے لیے ایسے اعتقاد پر کیوں اصرار کیا جاتا ہے؟ اور مسلمانوں سے کیوں جھگڑا مول لیا جاتا ہے؟ اور تمام مسلمانوں کے دلوں کو کیوں دکھایا جاتا ہے؟ کیا وہابی بغیر اس اعتقاد کے اپنے خیال میں مومن نہیں رہ سکتے؟ کیوں یہ تفرقہ انگیزیاں ہیں؟۔

حفظ الایمان

اسی طرح سے "حفظ الایمان" میں مولوی اشرف علی کا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ لکھنا کہ "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید یہ صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے" کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو حضور کی کیا تخصیص ہے' ایسا علم غیب تو ہر زید عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے"۔ یہ ناقص کلمات شان اقدس میں کیسی کھلی توہین ہیں کہ پیشوایان وہابیہ اپنے اور اپنے بزرگوں کے حق میں بھی ان کا کہنا گوارا نہ کریں گے اور گالی سمجھیں گے۔ اور دنیا کا کوئی عزت دار آدمی بھی کسی فرقے اور ملت اور کسی خیال کا بھی ایسے کلموں کا سننا گوارا نہ کرے گا۔ مگر شان اقدس میں یہ کلمے لکھے جائیں اور اس پر اصرار ہو' اس کا کیا سبب ہے؟ یہ کوئی تعلیم خداوندی ہے جسے کوئی چھوڑ ہی نہیں سکتا؟ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اعتقاد رکھنے کا حکم دیا ہے؟ یا صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) اس کی تاکید کر گئے ہیں؟ کیا باعث ہے کہ ایسے کلموں سے احتیاط نہیں کی جاتی؟ احتراز نہیں کیا جاتا' دنیائے اسلام کا دل دکھایا جاتا ہے' جہاں میں فساد برپا کیا جاتا ہے مگر ایک ضد ہے کہ اس سے باز نہیں آتے۔ اس قسم کی اور توہینیں اور بے ادبی کے کلمات زبان پر لانا' کتابوں میں لکھنا' ان پر اڑنا' کتابیں چھاپنا' مناظروں کی مجلسیں کرنا' فساد انگیزیاں کرنا' مقدمہ بازیوں میں روپیہ ضائع کرنا' اہل اسلام کی جماعت کو ضعف پہنچانا اور جس حال میں کہ تمام دنیا اپنی ترقی کی فکروں میں ہے مسلمانوں کو خانہ جنگی کی مصیبت میں مبتلا کرنا کس مصلحت سے ہے؟ کس فائدے کے لیے ہے؟ کیا دانائی ہے؟!

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اسی طرح بعض فرعی مسائل پر جھگڑ بیٹھنا اور اپنا ایک فرقہ اور ٹکڑی الگ بنا کر مسلمانوں سے برسرپیکار ہو جانا کیا معنی رکھتا ہے؟ اگر کسی شخص نے میلاد مبارک کی

محفل کی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ اور مقدس زندگی کے احوال کریمہ اور معجزات باہرہ بیان کیے۔ مجلس شاندار طور پر ترتیب دی اور باوقار طریق پر ذکر کیا۔ بیان ولادت مبارکہ کے وقت شان حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اظہار عظمت کے لیے تعظیمی قیام کیا تو کیا برا ماننے کی بات ہے؟ شریعت نے اس کو کون سا محرمات سے بتایا ہے؟ کہاں کبائر میں سے شمار کیا ہے جس پر اس شدومد کے ساتھ جنگ ہے' ناراضگی ہے' کتابیں چھاپی جاتی ہیں۔ رسالے لکھے جاتے ہیں' اس کی توہین میں نظمیں لکھی جاتی ہیں' مسلمانوں کو مشرک اور بے ایمان بتایا جاتا ہے۔ جو مخالفت وہابی صاحبان کبھی سینما اور تھیٹر کے لیے نہیں کرتے' حرام کاریوں اور بدافعالیوں کے لیے نہیں کرتے وہ کوشش محفل مبارک کے روکنے کے لیے کی جاتی ہے۔ اس کا کیا باعث؟

التزامی امور

آپ مدرسے بنائیں' اس میں جماعتیں ترتیب دیں۔ ہر جماعت کے لیے ایک نصاب اور خاص ایک پڑھانے والا مقرر کریں' اسباق کے لیے اوقات کا تعین ہو' تعطیلوں کے لیے ایام معین ہوں' ان پر التزام ہو' امتحان کے لیے مہینہ مقرر ہو' امتحان کے پرچے بنائے جائیں۔ نمبر دیے جائیں' بعض کتابوں کا تقریری امتحان لیا جائے' ممتحن بلائے جائیں۔ ان کے لیے تکلفات کیے جائیں' بعد امتحان تعطیل کی جائے' سالانہ جلسے تاریخ کی تعیین وتداعی کے ساتھ کیے جائیں' ان کے لیے اشتہارات چھاپے جائیں' طالب علموں کی ایک نصاب معینہ ختم کر لینے پر دستار بندیاں کی جائیں' دستاروں کے لیے ایک رنگ خاص مقرر کر لیا جائے' مدرسہ کا نام دستار پر لکھوایا جائے۔ یہ تمام چیزیں زمانہ اقدس میں کب تھیں؟ زمانہ صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں اس کا کہاں وجود تھا؟ زمانہ تابعین وتبع تابعین (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں کب پائی گئیں؟ ان سب پر التزام ہے' پابندی ہے' موجب ثواب جانتے ہیں' داخل عبادت سمجھتے ہیں' یہ بدعت کیوں نہیں؟ اس کی مخالفت کیوں نہیں کی جاتی؟ مولوی رشید احمد صاحب کے مرثیے لکھ کر تو چھاپنا بھی

بدعت نہ ہو جو بہت سے ناجائز مبالغوں پر مشتمل ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر جلیل وبیان ولادت کی محفل بدعت ہو جائے؟۔

دعوت انصاف

ساری جماعت میں کوئی اتنا کہنے والا نہیں کہ جو حیلے حوالے میلاد مبارک اور عرس وفاتحہ' تیجہ' چہلم کے بدعت بنانے کے لیے تم پیش کرتے ہو اس سے بدرجہا زیادہ خود آپ کے عمل میں ہیں۔ مگر نہ مدرسہ کو بدعت کہا جاتا ہے نہ دستار بندی کو' نہ جلسہ سالانہ کو' نہ تعین اوقات اسباق کو' نہ قوانین مدرسہ کو' تو پھر کیا یہ ناجائز کا حکم غیروں ہی کے لیے ہے؟ تم اس سے مستثنیٰ ہو؟ اتنے بڑے فرقے میں کوئی تو انصاف کرتا' مگر معلوم نہیں قلوب کا کیا حال ہے' نور بجھ گئے اور نام کو روشنی باقی نہ رہی کہ دوسروں کے افعال کو جن وجوہ سے بدعت بتائیں' جنگ کی بناء ٹھہرائیں' اپنے آپ بیدریغ انہیں عمل میں لاتے چلے جائیں' ذرا نہ شرمائیں۔ یہ مسائل ایسے نہ تھے کہ لکھے پڑھے آدمی انھیں سمجھ نہ سکتے اور اصحاب عقل وخرد ان کو مورد بحث بناتے۔ یہ ایسی کھلی باتیں تھیں جن کو ہر سمجھدار انسان جان سکتا تھا کہ ان میں کوئی شائبہ عدم جواز کا نہیں ہے۔

میلاد مبارک کی محفل حضور سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے بیان احوال کے لیے منعقد کی جاتی ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کریمہ کا جاننا اور اس سے باخبر ہونا ایمان دار کے لیے اعلیٰ ترین سعادت ہے۔ "حدیث شریف" میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کو ذکر اللہ بتایا گیا۔ کلمہ میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم) کا نام نامی وصف رسالت کے ساتھ اس طرح داخل ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کی توحید وبے مثالی کا منکر مومن نہیں ہو سکتا' اس طرح سے آپ پر ایمان نہ لانے والا اور آپ کی رسالت کا اقرار نہ کرنے والا بھی ایمان دار نہیں ہو سکتا۔ جس ذات (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان کا مدار ہے اور جس پر ایمان لائے بغیر کفر کی ظلمتوں سے نجات نہیں مل سکتی' اس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم) کے احوال پاک کا بیان یقیناً شان احترام سے

ہونا چاہیے۔ اور وہ مجلس جو اس مقصد کے لیے منعقد کی گئی ہو اس کو زیب وزینت دینا اور عوام میں باوقعت بنانا تقاضائے ایمان ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم) کا ذکر ذکر اللہ ہے ذکر اللہ "حدیث شریف" میں وارد ہوا' ذکرک ذکری " آپ کا ذکر میرا ہی ذکر ہے"۔ دوسری حدیث شریف میں ارشاد باری ہے : "من ذکرک ذکرنی" جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ اور ذکر الہیٰ کی محفل کو حدیث میں جنتی چمنستان بتایا گیا ہے۔ "حدیث شریف" میں ہے :

اذا مررتم بریاض الجنتہ فارتعو اقالوا وماریاض الجنتہ قال حلق الذکر۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تمہارا جنتی چمنستانوں پر گزر ہو تو میوہ چینی کیا کرو"۔ صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا "جنتی چمنستان کیا ہیں؟" حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "ذکر کی محفلیں"۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ میلاد مبارک کی محفلیں جن میں ذکر حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوتا ہے' جس کو "حدیث شریف" میں ذکر اللہ بتایا گیا وہ جنتی چمنستان ہیں۔ حدیثیں تو جنتی چمن بتائیں' بہشتی باغ فرمائیں' مگر معاند متعصب اس کو بدعت کہے' ناروا پکارے' ہوشمند انسان متحیر ہوتے ہیں کہ ان لکھے پڑھے جاہلوں نے کس طرح ذکر حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محافل متبرکہ کو ناجائز کہہ دیا۔ یہ بات عقل میں نہیں آتی۔ دریافت کرتے ہیں کہ ان محافل کے ناجائز ہونے کا سبب کیا ہے؟ اس وقت ان معاندین ومتعصبین کو حیرانی وپریشانی ہوتی ہے۔

قیام

اس سراسیمگی میں کبھی تو یہ کہہ گزرتے ہیں کہ "ذکر شریف تو درست ہے مگر قیام وقت ذکر ولادت پر اعتراض ہے"۔ مگر اس بات کو کوئی عاقل باور نہیں کر سکتا کہ قیام ناجائز ہے' اور ناجائز بھی ایسا کہ محفل شریف ہی کو ناجائز کر ڈالے۔ اس لیے دریافت کیا جاتا ہے کہ قیام میں کیا مضائقہ؟! اس کی ممانعت کہاں وارد ہوئی؟ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ "قیام وقت ذکر ولادت قرون ثلاثہ میں نہیں کیا گیا۔ اس کی

اصل ثابت نہیں اس لیے یہ بدعت ہے"۔ مگر ان کی یہ بات ایک لایعنی حیلہ اور بہانہ ہے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے قیام فرمانا ثابت ہے۔ اس پر یہ لکھنا کہ "ایک شخص موجود و حاضر کے لیے جو آنکھوں کے سامنے ہو اور سب کو نظر آتا ہو قیام کرنا درست ہے' مگر جو ایسا نہ ہو اور سب اس کو ایسا نہ دیکھتے ہوں اس کے لیے قیام شرک ہے"۔ ایک بالکل بے حقیقت بات ہے' کیونکہ جو چیز شرک ہے وہ حاضر کے لیے' غائب کے لیے' سب ہی کے لیے شرک ہے اس میں یہ تفریق نہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ کسی عظیم خبر کو سن کر جذبات شوق یا خوف کے ساتھ متاثر ہو کر کھڑا ہو جانا طبیعت انسانی کے لیے ایک امر عادی ہے' اور "حدیث شریف" سے بھی ثابت ہے' رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے۔ چنانچہ جب "اتی امر اللہ" نازل ہوئی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں ایک جذبہ پیدا ہوا اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فوراً کھڑے ہو گئے۔

اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر سن کر بالخصوص ایسی مجلس میں جو حضور ہی کے ذکر مبارک کے لیے منعقد کی گئی ہو اور حضور کی نعت مبارک سن کر دلوں میں محبت موجیں مارنے لگی ہو' ذکر ولادت سن کر جذبات میں ایک لہر آجانا اور سرور کا اظہار ادب و تعظیم کے لیے متعدی قیام ہونا کچھ بعید نہیں اور عین اس سنت کے مطابق ہے جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے قیام میں پائی گئی۔

نیز کسی عظیم الشان دینی ذکر کے سننے کے لیے اس ذکر کے احترام کے لیے قیام کرنا بھی سنت صحابہ (رضی اللہ عنہم) ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث سننے کے لیے قیام فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کا اور حضور کے بیان ظہور کا قیام تو خود اس سے ثابت ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس منبر پر قیام فرما کر اپنی ولادت کریمہ کا ذکر کیا۔ اب قیام میں کیا اشتباہ ہے؟ کیا

اعتراض ہے؟ کیا عذر ہے؟ کیا حیلہ ہے؟ کیا بہانہ ہے؟ کتنے وجوہ سے قیام ثابت ہے

اچھا' تمہاری آنکھیں بند ہیں' تمہیں یہ کچھ نظر نہیں آتا' احادیث تک تمہاری رسائی نہیں' افعال کریمہ پر نظر نہیں' سیرت صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے واقفیت نہیں' بے خبر انسان ہو تو اگر عقل و خرد کا دعویٰ ہے تو کچھ ہوش سے بھی کام لو اور اتنا تو سوچو کہ قیام کرنے والا کس نیت سے قیام کرتا ہے' وہابیوں کے مارنے کے لیے اٹھتا ہے یا شیطانوں کے جلانے کے لیے اٹھتا ہے یا مجلس سے چلا جانا اس کا مقصود ہوتا ہے' اس کے اٹھنے کا مدعا کیا ہے؟۔ اگر تمہاری سمجھ اتنا بھی نہ بتا سکے کہ یہ لوگ اس وقت کیوں اٹھے تو اس عقل پر ماتم کرو۔ کیونکہ اتنی بات تو وہ لوگ بھی سمجھ لیتے ہیں جو کھلے کافر ہیں اور اسلام کے دعویدار نہیں۔ تمہاری سمجھ میں اگر یہ بھی نہ آئے تو میلاد خواں سے پوچھ لو' صاحب مجلس سے دریافت کرو' شرکاء مجلس سے سوال کرو۔

ہر شخص تمہیں بتا دے گا کہ یہ قیام بہ نظر تعظیم تھا۔ تو اب تم بتاؤ کہ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ تمہیں عداوت ہے؟ اس کو ناجائز سمجھتے ہو؟ کیا قرآن و حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم نہیں دیا؟۔ دیا گیا اور ضرور دیا گیا تو بتاؤ کہ تعظیم و توقیر کے لیے کوئی ادا خاص کر دی گئی اور طریقہ معین کر دیا گیا ہے؟ اور تعین کے دشمنو! اور تعین میں کلام کرنے والو! یہاں اپنے دل سے کیوں تعین کرتے ہو' جو طریقہ تعظیم کا ہو جس قوم میں جو امر تعظیم کے لیے معروف ہو چکا وہ یقیناً تعظیم کا فرد اور "توقروہ" کے حکم میں داخل' دیکھو "قرآن" سے منحرف نہ ہو۔ جب تم مانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ضروری ہے تو کون سی وجہ ہے کہ قیام کا انکار کرو؟۔

اب رہا یہ حیلہ کہ قیام تعظیمی جائز تو ہے لیکن مجلس مبارک میں فقط ذکر ولادت شریف ہی کے وقت ہی قیام کیوں کیا جاتا ہے؟ اول سے آخر تک قیام کیوں نہیں کیا جاتا؟۔ ایسے لغو حیلے امر جائز کو ناجائز نہیں کر سکتے۔

وہابیوں سے پوچھو کہ کیا کسی امر جائز کا ایک معین وقت میں کرنا اور دوسرے اوقات میں نہ کرنا اس کو ناجائز کر دیتا ہے؟ اگر ہاں کہیں تو دلیل لاؤ کوئی "آیت" یا "

حدیث" سناؤ۔ محض اپنی رائے فاسد وخیال کاسد سے کسی جائز کو ناجائز مت ٹھہراؤ۔ شریعت کسی کے خیال کا نام نہیں ہے۔ وہ بیچارے مجبور ہوں گے اور کوئی دلیل نہ لاسکیں گے۔ تو ظاہر ہو جائے گا کہ ان کا دعویٰ جھوٹا تھا ور امر جائز کو کسی وقت معین میں کرنا ناجائز نہیں کر سکتا۔

اس مضمون کو وہابیہ کے اور ذہن نشین کر دو۔ فقہ وحدیث کا درس مدرسوں میں جماعت بندی کے ساتھ جو تمہارا معمول ہے جائز ہے' موجب ثواب ہے' تو فقط دن ہی میں مدرسے کیوں کھلتے ہیں' رات میں درس کیوں نہیں ہوتا؟ اس تعین پر کوئی آیت یا حدیث ہے؟ نہیں ہے' تو کیا اس تعین سے وہ امر جائز' ناجائز ہو گیا؟ اسی طرح جمعہ کے سوا باقی ایام میں پڑھانا' ایسے ہی رمضان شریف میں مدرسہ کو بند رکھنا' اس تعطیل کے لیے جمعہ ورمضان کی تخصیص وتعین' کیا اس کو ناجائز کر دیتی ہے؟ کرتی ہے تو تم سب اس کے مجرم ہو۔ نہیں کرتی تو قیام پر تمہارا اعتراض ایسی جاہلانہ ہٹ ہے جس کی خود تمہارے عمل تکذیب کرتے ہیں۔

علاوہ بریں اوپر ذکر کیے ہوئے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام کو ذکر ولادت کے ساتھ ایک قوی مناسبت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کے ساتھ خود ذکر ولادت شریف فرمانا اسی نہج پر تھا۔ مجلس حاضر تھی۔ حضور تشریف فرما تھے۔ دین کے مسائل کا ذکر وبیان تھا۔ اسی میں جب ذکر ولادت مبارک فرمایا تو قیام فرمایا' اور جب وہ ذکر مبارک فرما چکے پھر جلوس فرمایا۔ پھر وہی ذکر مسائل تھا تو معلوم ہوا کہ خاص ذکر ولادت شریف کے لیے قیام مستحب ومسنون ہے۔ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مسئلہ کے سننے کے لیے قیام فرمانا' باوجود یہ کہ اس سے قبل بھی مسائل دین ہی کا ذکر ہو رہا تھا اس بات کی دلیل ہے کہ کسی مسئلہ خاص مہتم بالشان کے لیے مجلس میں بیٹھے ہوئے کھڑا ہو جانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور سنت صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) بھی۔

امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ "بخاری شریف" کی ہر ایک حدیث لکھنے کے لیے غسل فرماتے' دو رکعت نماز پڑھتے تب لکھتے۔ مولود وقیام سے چڑنے والے وہابی بتائیں تو کہ ان کا یہ فعل بدعت تھا یا نہیں؟ کبھی صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین (رضی

اللہ عنہم اجمعین) نے بھی ایسا کیا تھا؟ قرون ثلاثہ میں یہ عمل پایا گیا تھا؟ جب ایسا نہیں ہے تو بقول تمہارے بدعت کیوں نہیں ہوا؟ اس سے بھی قطع نظر کر کے وہی قیام والا سوال کرو کہ "اگر حدیث لکھنے کے لیے نیا غسل اور دو رکعت پڑھنا جائز ہو تو پھر بخاری ہی لکھتے وقت ایسا کرنے کی کیا تخصیص تھی جب حدیث رسول اللہ لکھتے تھے ہمیشہ ہی ایسا کیوں نہیں کرتے تھے"؟

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی "احادیث" بیان فرماتے تھے تو مجلس آراستہ کی جاتی' بہترین فرش بچھائے جاتے' نفیس مسند لگائی جاتی' خود امام صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عمدہ پوشاک پہنتے' عطر لگاتے' خوشبوئیں سلگائی جاتیں۔ یہ اہتمام ان کی مجلس حدیث کے لیے ہوتا۔ تمہاری بدعت کہاں تک چلے گی! امر بات یہ ہے' یہ آنکھ والے تھے' قدر رفیع اور حرمت علیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انہیں معلوم تھی۔ آداب سے واقف تھے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک حدیث کے لیے یہ اہتمام کرتے تھے' تم بھی اگر کچھ باخبر ہوتے اور حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو کچھ پہچانتے تو ذکر میلاد مبارک کی محفل اور تعظیمی قیام میں پس وپیش نہ ہوتی۔

نعت خوانی

ایک حیلہ یہ ہے کہ "ذکر ولادت وقیام تو سب درست ہے لیکن اس میں نظمیں پڑھی جاتی ہیں"۔ یہ حیلہ بھی بیکار ہے۔ نظم کوئی ناجائز چیز نہیں اور بالخصوص نعت شریف کی نظم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نعت شریف کی نظمیں پڑھتے تھے اور ان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے مسجد شریف میں منبر بچھایا جاتا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے دعائیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے: "اللھم ایدہ بروح القدس"۔ تو اب نظموں پر کیا اعتراض رہا؟ حضور کی مجلس شریف میں پڑھی گئیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اذن واجازت سے پڑھی گئیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس پر راضی وخوشنود ہوئے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم) نے پڑھنے والے کے حق میں دعائیں فرمائیں۔ ایسا امر بھی ناجائز اور بدعت ہو سکتا ہے؟ آوازیں ملانا' اس کی کہیں شریعت میں ممانعت وارد ہوئی؟ یا دین کے مسائل میں تمہیں کوئی ایسا اختیار حاصل ہو گیا ہے کہ جس امر کو چاہو محض اپنی رائے سے ممنوع وناجائز قرار دے لو؟ ایسے حکم دینا ایسا ناجائز بتانا یہی "احداث فی الدین" اور یہی بدعت سیئہ ہے۔ او بدعتیو! خود بدعت کرتے ہو اور متبعین سنت کے افعال کو بدعت بتاتے ہو؟ یہ تو تمہیں کیا خبر ہو گی کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خندق کھودتے جاتے تھے اور آوازیں ملا کر ایک ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور اپنی جان نثاری کی نظمیں پڑھتے جاتے تھے اسی آواز ملانے کو بے دلیل ممنوع کہتے ہو؟ فعل صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) پر اعتراض ہے اور خاص اس فعل پر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا؟۔

شیرینی

اب آپ کا صرف یہ اعتراض باقی رہ گیا کہ "بعد ختم شیرینی تقسیم کی جاتی ہے"۔ تو تقسیم شیرینی کوئی حرام ہے؟ ممنوع ہے؟ شریعت میں کہیں اس کی ممانعت وارد ہوئی؟ وہ کوئی ناجائز چیز ہے؟ ہدایا اور ضیافات کا زمانہ اقدس میں معمول تھا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس کا حکم فرمایا۔ موجب ازدیاد محبت فرمایا۔ سرور کے وقت ضیافتیں اور احباب واقارب میں تقسیم طعام یا شیرینی سنت صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) ہے جابجا اس کے تذکرے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ختم قرآن کے بعد اونٹ ذبح فرما کر ہدیہ احباب کیا۔ ایک دو کیا صدہا مثالیں عہد کرامت عہد میں ملتی ہیں' اور آپ کے یہاں جو "بخاری شریف" کا ختم اور اس میں تقسیم شیرینی کا معمول ہے وہ بھی آپ کو نہ کھٹکا؟ اس پر کبھی بدعت ہونے کا حکم نہ لگایا؟ زمانہ اقدس میں کبھی اس طرح ختم کیا گیا تھا؟ اس میں شیرینی تقسیم ہوئی تھی؟ بہرحال کوئی ادنیٰ سی وجہ بھی ایسی نہیں ہے جس سے کوئی عاقل منصف مجلس مبارک میلاد کو ناجائز تو کیا غیر مستحب بھی سمجھ سکے۔ ایسی حالت میں اس کو مورد بحث بنانا اور ذریعہ جدال قرار دینا اور اس حیلے سے مسلمانوں کو برا کہنا

اور جماعت میں تفرقہ ڈال دینا شیطانی فعل نہیں تو کیا ہے؟!

ہندو نوازی

آپ ہی تو وہ ہیں جو ہندوؤں کی محبت میں وارفتہ ہو کر جلسوں میں پھرا کرتے ہیں' ہڑتالیں کرایا کرتے ہیں' مشرکین کے ساتھ آوازیں ملا کر "جے" پکارا کرتے ہیں۔ یہ کوئی چیز آپ کو بدعت نہیں معلوم ہوتی مگر ذکر حبیب اور میلاد مبارک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بدعت نظر آتا ہے؟ اس کے نام سے سودا اٹھتا ہے؟ خفقان ہوتا ہے؟ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں؟ اس تفرقہ انگیزی سے باز آؤ اور سوچو کہ مجلس مبارک میلاد شریف پر بے جا ضد اور ہٹ کیا فائدہ دے سکتی ہے؟ اور اس سے مسلمانوں میں تفرقہ انگیزی کر کے فتنہ پیدا کرنا کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے؟

گیارھویں شریف

اسی طرح گیارھویں تاریخ کسی خوش عقیدت مسلمان نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کر دی تو وہابی صاحب جل بھن گئے' مرچیں لگ گئیں۔ آپ کا کیا نقصان ہوا؟ آپ کو کیا ایذا پہنچی؟ آپ کے دل میں کیوں درد اٹھا؟

او میاں! ناٹکوں سے نہ چڑنے والو' سینماؤں سے نہ کھسیانے والو' کانگریسی جلسوں اور جلوسوں میں بے پردہ عورتوں کے ساتھ اختلاط رکھنے والو' ان کی تقریریں سننے والو' ایسے مجامع میں جہاں بے پردہ عورتیں بے حجابانہ تقریریں کرتی ہوں شرکت کرنے والو' گیارھویں شریف سے کیوں کھسیاتے ہو؟ اس میں تمہیں آزردہ کرنے والی کیا چیز ہے؟

"قرآن کریم" کی تلاوت مومن کے گھبرانے کی بات نہیں' بے ایمان ضرور اس سے چڑے ہیں "اذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یومنون بالاخرۃ" جب خدائے وحدہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل پریشان ہو جاتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وقال اللہ تعالیٰ "وقال الذین کفرو لا تسمعوا لھذا القران والغوا فیہ لعلکم تغلبون" کافروں نے کہا "اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں بیہودہ شو

تم غالب ہو"۔ قرآن پاک کے سننے سے گھبرانا' اس سے چڑنا اور برا ماننا یہ تو "قرآن پاک" نے کفار کا کام بتایا ہے۔ گیارھویں کی فاتحہ میں "قرآن پاک" کی تلاوت کی جاتی ہے آپ اس سے کیوں گھبراتے ہیں؟

اس کے علاوہ اور کیا ہوتا ہے؟ کچھ طعام یا شیرینی ہدیہ ناظرین کر دی جاتی ہے اس میں کیا مضائقہ ہے؟ حسن سلوک اور احسان شریعت میں محمود ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی علامتوں میں شمار فرمایا ہے۔ "اطعام الطعام" کوئی بہت ہی بڑا سخت دل کنجوس ہوتا' وہ بھی دوسرے کے خرچ کرنے پر برا نہ مانتا۔ آپ میں کیا صفت ہے جو آپ انفاق علی المسلمین سے بگڑ کر "مناع للخیر" بنے جاتے ہیں؟۔ اس میں آپ کو کون سی چیز ناجائز نظر آئی؟

ہاں ایک یہ بات شاید آپ کہیں کہ "تلاوت وطعام کا ایصال ثواب کیا جاتا ہے حضور غوث پاک کو" تو آپ کو یہ معلوم نہیں کہ ایصال ثواب عبادات بدنیہ ومالیہ کا شریعت نے جائز رکھا ہے حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے حسب ارشاد اپنی والدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ایصال ثواب کے لیے کنواں بنوایا۔ "حدیث شریف" میں موجود ہے' اس مسئلہ پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے۔ شرح عقاید اور تمام دینی کتب میں مصرح ہے۔ پھر وہ کیا چیز ہے جو آپ کو بدعت لگتی ہے؟ صرف گیارھویں تاریخ کا تعین؟ تو کیا اس کی ممانعت میں کوئی حدیث وارد ہو گئی ہے؟ عمل خیر کے لیے تعین اور خاص اموات کے ایصال ثواب کے لیے "حدیث شریف" سے ثابت ہوتا ہے۔ خود حضور انور' روح مجسم' جان ایمان صلی اللہ علیہ وسلم سالانہ شہدائے احد (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ اس سے تعین کا پتہ چلا۔ اور تعین کا پتہ چلانا ہو تو احادیث کی کتابیں مالا مال ہیں۔ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے روز فتح کی خوشی کے لیے اسی تاریخ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے کے لیے فرمایا۔ اپنی ولادت شریف کے روز یعنی دو شنبہ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے "فیہ ولدت"! اس دن میری پیدائش ہوئی ہے"۔ یہ تعین ہوا یا کیا؟

دعوت انصاف

غرض کوئی عذر وحیلہ ان کے بنائے نہیں بنتا۔ لیکن مسلمانوں میں نزاع پیدا کرنا اور اختلاف ڈالنے کے لیے ضد ہے' اصرار ہے' گیارھویں شریف سے عداوت ہے' اس کے نام سے چڑتے ہیں۔ کوئی ادنیٰ سی وجہ بھی ہوتی' کوئی شرعی دلیل اس امر کی ممانعت پر قائم ہوتی تو موقع تھا کہ انکار کرتے مگر نفس وہوئی کے لیے انکار اور جماعت اہل اسلام میں تفرقہ اندازی نہایت افسوسناک جرم ہے۔ اسی طرح اور مسائل میں نزاع مدعا یہ ہے کہ یہ امور ایسے دقیق وغامض اور ایسے مشکل ولاینحل تو ہیں نہیں' جہاں تک صاحب عقل وہوش رسائی نہ کر سکے؟ سمجھ میں آتا ہے اور صاف سمجھ میں آتا ہے اور ہر منصف مزاج جب نظر ڈالتا ہے تو اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ ان قرعیات میں ان کا اعتراض بے جا ہے' صرف نفسانیت کا کرشمہ ہے' شرعی دلائل اور قوی برہانیں ان امور کے جواز پر موجود ہیں۔ ایسے ہی اصول مسائل جن میں وہابیہ نے طوفان برپا کر دیا ہے اس قدر مشکل نہیں ہیں کہ کسی وہابی کی فہم ان تک رسائی نہ کر سکے۔

تعظیم رسالت

یہ تو سب کو تسلیم ہے کہ حضور سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت اور تعظیم وتوقیر اہم ترین فرائض میں سے ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جناب میں ادنیٰ گستاخی بے شبہ کفر' پھر مولوی رشید وخلیل' محمد قاسم واشرف علی وغیرہ کی طرف داری میں اس قدر وارفتہ ہو جانا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شان میں ان کے ناقص کلمات اور گستاخانہ الفاظ برداشت کیے جائیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ شدومد سے ان کی طرف داری کی جائے۔ ایسی کتابیں جن میں یہ کفریہ مضامین ہوں ان کو بکرات ومرات چھاپ کر شائع کیا جائے۔ تمام عرب وعجم کے مسلمان آزردہ ورنجیدہ ہوں' حرمین طیبین تک سے ان ناقص کلمات پر کفر کے فتوے آ جائیں مگر ضد اور ہٹ میں کمی نہ آئے۔ بارگاہ الٰہی میں سر نہ جھکے؟ توبہ کے لیے زبان نہ ہلے؟

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی گستاخی کرے کے باوجود ان مولویوں کو نہ چھوڑا جائے؟ نہ انھیں توبہ پر مجبور کیا جائے؟ یہ کتنی بڑی بے حمیتی ہے۔ ہندوپاکستان میں ایک عظیم فتنہ برپا ہے' گھر گھر میں جنگ ہے' ہر جگہ شور ہے' غوغا ہے' کچھ تو سنجیدہ طبیعت انسان اس درد کا احساس کریں اور مسلمانوں کو اس کمزور کر دینے والے نزاع سے نجات دلائیں۔ اگر وہابی صاحبان ذرا سی ضد چھوڑ دیں اور شریعت میں اپنی طرف سے ضد کرنے کی عادت چھوڑ دیں تو یہ تمام جھگڑا ایک دم ختم ہو جائے اور ہندوپاکستان کے گوشہ گوشہ میں جنگ تعصب کے بھڑکنے والے شعلے بجھ جائیں اور یہ آگ سرد ہو جائے۔ اگر چند کلمات ناشائستہ تمہاری زبان سے نکلے' تمہارے قلم سے لکھے گئے' تمام ملک ان سے آزردہ خاطر ہے' تمام مسلمان ان سے رنجیدہ ہیں' ہر مسلمان کا دل ان سے دکھا ہوا ہے' تو تمہیں ان کلموں پر کیا اصرار ہے؟ تم اس بات کی بچ کرنے پر کیا مجبور ہو؟ توبہ کے دو کلموں سے اس نزاع کا خاتمہ کیوں نہیں کر دیتے؟ اگر کوئی باہمت وہابی اپنے اکابر کو توبہ کی ہمت دلائے اور ان پر زور دے تو تمام ہندوپاکستان کی یہ صد سالہ جنگ منٹوں میں طے ہو سکتی ہے۔

کیا ہے کوئی ایسا مصلح جو؟ کیا ہے کوئی ایسا امن پسند؟ کیا ہے کوئی ایسا دردمند جو اس کوشش کے لیے کمربستہ اور تیار ہو؟ جاہل سے جاہل انسان اور سرکش سے سرکش نفس بھی خدا (جل شانہ) کے حضور توبہ کرنے اور جبین نیاز خاک پر رکھنے میں نہیں جھجکتا۔

کیا دعویداران علم وہمہ دانی عملی طور پر ثابت کریں گے کہ ان میں بھی اتنی حمیت باقی ہے؟ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔